

بقیہ: حرفِ اول

بعید نہیں کہ قید و بند کی صعوبتوں سے بھی دوچار ہونا پڑے۔ لہذا یا تو وہ یہ کہتے ہوئے اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑتے ہیں کہ قرآن کا راستہ ہے تو بالکل صحیح لیکن اس پر ہمارا چلنا نہایت مشکل ہے..... اور یادہ اپنی کمزوریوں کو عزیمت اور اپنے نفاق کو ایمان کے روپ میں پیش کرنے کے لیے جھوٹی اور باطل تاویلات کے ذریعے سے باطل کو حق کے روپ میں پیش کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس رویے کے برعکس اصحابِ ہمت و عزیمت یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ خواہ کچھ بھی ہو وہ اپنے آپ کو حتی الامکان ہر قسم کی قربانیاں دے کر اور ہر نوع کے مصائب جھیل کر قرآن کے مطابق بنانے کی کوشش کریں گے۔ نتیجہ وہ اپنی نیت اور ہمت کے مطابق ملے گا۔

رجوع الی القرآن کے انہی دو پہلوؤں کا مظہر ہیں وہ تحریکیں جو اب اپنے عہد طفولیت سے گزر کر شباب کی حدود میں داخل ہو رہی ہیں۔ انجمن ہائے خدام القرآن کی صورت میں رجوع الی القرآن کا فکری و نظری عنصر نمایاں ہے جب کہ تنظیم اسلامی اس کے عملی اور سیاسی پہلو کی امین ہے۔ ماہِ دسمبر میں مرکزی انجمن خدام القرآن کا تینتیسواں سالانہ اجلاس منعقد کیا جا رہا ہے۔ اسی نسبت سے حکمت قرآن کے اس شمارے میں مرکزی انجمن خدام القرآن کے مختلف شعبوں کی کارگزاری کی مختصر رپورٹ بھی شامل ہے۔ دیگر مضامین میں صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کا فکر انگیز خطاب بعنوان ”جہاد بالقرآن کے پانچ محاذ“ اور حافظ زبیر احمد صاحب کا مضمون ”چہرے کا پردہ.... واجب، مستحب یا بدعت؟“ اسی رجوع الی القرآن کے فکری و نظری پہلوؤں کی نمائندہ تحریریں ہیں۔



اطلاع برائے قارئین

حکمت قرآن کا زیر نظر شمارہ نومبر۔ دسمبر ۲۰۰۵ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔ اس مناسبت سے اس کی ضخامت بھی دو گنی ہے اور قیمت بھی۔

چہرے کا پردہ

واجب، مستحب یا بدعت؟

تحریر: حافظ محمد زبیر

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نوع انسانی کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے دو سلسلے جاری فرمائے۔ ان میں سے ایک کلام الہی کا سلسلہ ہے جس کا اختتام قرآن مجید کی صورت میں ہوا اور دوسرا سلسلہ انبیاء و رسل کا ہے جس کی انتہا ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر ہوئی۔ انبیاء کی بعثت اور کتب سماویہ کے نزول کا واحد مقصد نوع انسانی کی ہدایت اور رہنمائی ہے تاکہ اللہ کے بندے اپنی نفسانی خواہشات کو اللہ کے نازل کردہ احکامات کے تابع کرتے ہوئے اس دنیا میں زندگی گزاریں۔ ان احکامات الہیہ کا ایک بڑا حصہ حیا اور مکارم اخلاق سے متعلق رہنمائی پر مشتمل ہے۔ یہ حیا ہی ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے اور یہ ایک حکم شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی فطرت کا خاصہ بھی ہے۔

اگر انسانوں نے جانوروں کی طرح اپنی فطرت کو مسخ کر لیا ہو تو الگ بات ہے ورنہ ایک سلیم الفطرت انسان با حیا ہونے کے ساتھ ساتھ با کردار بھی ہوتا ہے۔ اسلام میں سترو حجاب کے احکامات اسی فطری حیا کا حصہ ہیں۔

ہمارے پیش نظر اس وقت اگست ۲۰۰۵ء کا ماہنامہ ”اشراق“ ہے جس کے ”نقطہ نظر“ کے کالم میں ”چہرے کا پردہ“ کے عنوان سے محترم جناب خورشید عالم صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں فاضل مصنف علماء کے شذوذات سے استدلال کرتے ہوئے چہرے کے پردے کو واجب یا مستحب تو کجا بدعت قرار دینے کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ ہمارے علم کی حد تک شاید ہی کسی معروف عالم نے چہرے کے پردے کے بارے میں ایسا فلسفہ و فکر پیش کیا ہو جس سے اس کے استحباب کی بھی نفی ہوتی ہو۔ عربوں میں پردہ نشینی کی

روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں:

”دور ملوکیت میں روم اور ایران کی شہنشاہیت کے زیر اثر عورتوں کو مردوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ پردہ نشینی عرب سماج میں مروج ہو گئی اور حرم کا نظام عمل میں آ گیا۔“ (۱)

آگے چل کر ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”بڑھتے ہوئے وقت کے تقاضوں نے ہمارے مذہبی رہنماؤں کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ شہر میں بسنے والی خواتین کی دونوں آنکھوں کو کھولنے کی اجازت دے دیں، حالانکہ جس ضعیف اثر کے سہارے وہ جمہور علماء کی مخالفت کرتے تھے اس میں ہمیں صرف ایک آنکھ کو کھلا رکھنے کا حکم ہے اور وہ دن دور نہیں ہے جب بڑھتے ہوئے وقت کا تقاضا انہیں پورا چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت پر مجبور کر دے گا۔“ (۲)

پھر ©Tasallojaraid.c میں حسین ترین بولنے والی چیز آنکھیں ہی تو ہوتی ہیں..... چنانچہ قرآن حکیم کا منشا بھی یہی ہے کہ ان اعضاء کو کھلا چھوڑا جائے جن کو ضروریات انسانی کے زیر اثر عادتاً کھلا چھوڑا جاتا ہے اور اس کے علاوہ مخفی زینت کے مقامات کو چھپا کر رکھا جائے۔“ (۲)

چہرے کے پردے کے قائل علماء کے بارے میں پروفیسر صاحب کا یہ تبصرہ ان کے موقف کو خوب اچھی طرح واضح کر رہا ہے۔

ذیل میں ہم اس موضوع پر مزید کچھ لکھنے سے پہلے چہرے کے پردے کے بارے میں علمائے اسلام کے اس اختلاف کا جائزہ لیتے ہیں جس سے پروفیسر صاحب نے اپنے پورے مقالے میں صرف نظر کیا ہے۔

چہرے کے پردے کے بارے میں علماء اسلام کا موقف

چہرے کے پردے پر بحث کرنے سے پہلے اس بحث کی حدود کا تعین کرنا ضروری ہے کہ علماء کے درمیان اس مسئلہ میں اتفاق کس حد تک ہے اور اصل اختلاف کہاں ہے۔ مسئلہ ہذا کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات ہمارے قارئین کے ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اس مسئلے میں اہل سنت کے تمام فقہاء اور علماء کا درج ذیل باتوں پر اتفاق ہے:

(۱) نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے اجنبیوں سے اپنے چہرے کو چھپانا

واجب تھا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

©Tasallojaraid.c

فرض الحجاب مما اختصاص به - ای زواجہ۔ فہو فرض علیہن بلا

خلاف فی الوجه و الکفین فلا يجوز بہن کشف ذلک^(۳)

(۲) ماسوا چہرہ اور ہاتھوں کے سارے جسم کو ڈھانپنا تمام علماء کے ہاں متفق علیہ مسئلہ ہے۔ مثلاً کلائی، سر کے بال، گردن اور سینہ وغیرہ سب علماء کے نزدیک ستر میں داخل ہیں۔

(۳) علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اگر چہرے اور ہاتھوں میں زینت ہو تو ایسی صورت میں ان دونوں کا چھپانا بھی واجب ہے۔ مثلاً چہرے پر میک اپ کیا ہو یا ہاتھوں میں سونا وغیرہ پہنا ہو۔

(۴) علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا فتنے کی صورت میں واجب ہوگا۔

(۵) پس علماء کے درمیان محل اختلاف چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں بشرطیکہ ان میں زینت نہ ہو اور ان کے ظاہر کر کے میل کسی قسم کے فتنے کا بھی اندیشہ نہ ہو۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ چہرے کا پردہ واجب ہے یا مستحب؟ جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے وہ چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں اور جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے وہ چہرے کے پردے کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

(۶) علمائے اہل سنت میں سے کسی کا بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنا واجب یا افضل ہے۔ علماء کی بحث اس مسئلے میں صرف اس بات تک محدود ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے یا نہیں، یعنی عورت اپنا چہرہ کھلا رکھنے کی وجہ سے گنہگار ہوگی یا نہیں۔ جہاں تک چہرے کے پردے کے مستحب ہونے کا تعلق ہے تو تمام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ کم از کم چہرے کا پردہ مستحب ہے، ماسوائے عصر حاضر کے بعض متجددین کے جو چہرے کے پردے کو اپنی کم علمی کی وجہ سے بدعت قرار دینے کی طرف مائل ہیں۔

(۷) مذاہب اربعہ کے متبعین جمہور علماء متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا واجب ہے۔ عصر حاضر میں علامہ البانی نے چہرے کے پردے کے بارے میں استحباب کا موقف پورے شد و مد کے ساتھ پیش کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ علامہ البانی کے دور کے اور مابعد کے تمام نام نہاد محققین حضرات نے علامہ البانی کے ہی بیان کردہ دلائل اور تحقیق کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ جہاں تک علامہ البانی کی بات ہے تو ہم ان کو اس حدیث ((اذا حکم

الحکم ثم اخطأ فله اجر))^(۴) کے مصداق

کے طور پر معذور اور عند اللہ مآجور سمجھتے ہیں، لیکن پروفیسر صاحب سے ہم یہ گزارش کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس موضوع پر قلم اٹھاتے وقت اپنے بدعی موقف کے ساتھ علامہ البانی یا دیگر علمائے سلف کے موقف کو غلط ملط نہ کریں۔ دراصل یہ متجددین مغرب کی انڈھی تقلید میں پردے کو روایت پسندی قرار دیتے ہیں جبکہ بعض علمائے سلف اور علامہ البانی کے نزدیک چہرے کا پردہ مستحب ہے۔

علامہ البانی فرماتے ہیں:

نَلَقْتُ نَظَرَ النِّسَاءِ الْمُؤْمِنَاتِ إِلَى أَنْ كُشِفَ الْوَجْهَ وَأَنَّ كَانَ جَائِزًا
فَسْتَرَهُ أَفْضَلُ^(۵)

”ہم عورتوں کو اس بات کی توجہ دلاتے ہیں کہ چہرہ کھلا رکھنے کا اگرچہ جواز ہے لیکن اس کا ڈھانپنا افضل ہے۔“
اے جاں فرمائے ہیں:

فَبَيْنَا مَا يَجِبُ عَلَى الْمَرْأَةِ وَمَا يَحْسَنُ بِهَا، مِنَ التَّزَمِ الْوَاجِبِ فِيهَا وَ
نِعْمَتٍ، وَمِنْ اخْتِذَا بِالْأَحْسَنِ فَهُوَ أَفْضَلُ وَهَذَا هُوَ الَّذِي التَّزَمْتُهُ عَمَلِيًّا مَعَ
زَوْجِي، وَأَرْجُو اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُوَفِّقَنِي لِمِثْلِهِ مَعَ بَنَاتِي حِينَ يَبْلُغُنَّ^(۶)

”پس ہم نے اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے کہ عورت کے لیے کیا واجب ہے اور کیا مستحسن ہے۔ جس نے واجب کو مضبوطی سے پکڑا تو وہ اس کو کفایت کرے گا اور وہ بہتر ہے اور جس نے احسن کو پکڑا تو وہ افضل ہے۔ اور یہ (چہرے کا پردہ) وہی ہے جس کا التزام میں نے ازدواجی زندگی میں اپنی بیوی کے ساتھ کیا ہے اور میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے اسی بات (چہرے کے پردے) کی اپنی بیٹیوں کے بارے میں بھی توفیق دے جب وہ جوان ہو جائیں۔“

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

فَمَنْ حَجَبَ ذَلِكَ أَيْ الْوَجْهَ وَالْكَفَيْنِ أَيْضًا مِنْهُنَّ، فَذَلِكَ مَا نَسْتَحِبُّهُ وَ
نَدْعُو إِلَيْهِ^(۷)

”جس نے ان دونوں یعنی چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپنا تو اسی بات کو ہم مستحب سمجھتے ہیں اور اسی کی دعوت دیتے ہیں۔“

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

و يقابل هؤلاء طائفة اخرى يرون ان ستره بدعة و تنطع في الدين' كما قد بلغنا عن بعض من يتمسك بما ثبت في السنة في بعض البلاد اللبنانية ' فالى هؤلاء الاخوان و غيرهم نسوق الكلمة التالية ليعلم ان ستر الوجه و الكفين له اصل في السنة' وقد كان معهودا في زمنه صلی اللہ علیہ وسلم (۸)

”اور اس کے بالقابل ایک دوسرا گروہ ہے جن کا خیال یہ ہے کہ چہرے کا پردہ بدعت ہے اور دین میں ایک نئی ایجاد ہے۔ جیسا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ لبنان کے بعض علاقوں کے رہنے والے حالمین سنت نے بھی ایسی بات کہی ہے۔ ہم اپنے ان بھائیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی ذیل میں چند دلائل بیان کرتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ چہرے اور دونوں سنت کے زمانے میں عورتیں اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ ڈھانپتی تھیں.....“

اس کے بعد علامہ البانی نے گیارہ کے قریب احادیث اور آثار صحابہ سے استدلال کرتے ہوئے اپنی اس بحث کو واضح فرمایا جن کی اسناد اور ان کی تحقیق ”حجاب المرأة المسلمة“ کے صفحات ۵۳ تا ۵۷ پر دیکھی جاسکتی ہیں۔

(۸) عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جو خواتین پردہ کرتی ہیں وہ چہرے کے ساتھ ساتھ اپنے سارے بدن کو بھی ڈھانپتی ہیں جبکہ چہرے کا پردہ نہ کرنے والی خواتین چہرے کے ساتھ ساتھ سر کے بال، گردن، سینے کا کچھ حصہ اور بازو وغیرہ بھی کھلے رکھتی ہیں۔ یہ ایسے اعضاء ہیں جن کے ڈھانپنے پر علماء کا اجماع ہے۔ پروفیسر صاحب سے ہم بصد احترام یہی گزارش کریں گے کہ فتنے کے اس دور میں ایسے مضامین لکھنا کوئی حکیمانہ طرز عمل نہیں ہے اور آپ جیسے اہل علم حضرات کے فتاویٰ کو مغرب پرست خواتین اور این جی اوز بطور دلیل استعمال کرتے ہوئے اسلامی معاشرے میں عریانی اور فحاشی کو فروغ دیتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ سلف صالحین میں اگر کوئی چہرے کے پردے کو مستحب سمجھتا ہے تو اس معنی میں جس کو علامہ البانی کی مذکورہ بالا عبارات واضح کر رہی ہیں۔ ہم پروفیسر صاحب سے صرف ایک ہی سوال کریں گے کہ کیا ان کے اس مضمون سے کوئی صاحب عقل یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ وہ بھی بعض سلف صالحین کی طرح چہرے کے پردے کے استحباب اور افضلیت کے قائل ہیں اور علامہ البانی کی طرح

اپنی زوجہ محترمہ اور بیٹیوں کے لیے چہرے کا پردہ پسند کرتے ہیں؟

چہرے کے پردے کے بارے میں دلائل

چہرے کے پردے کے بارے میں دلائل کو ہم پانچ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ سب سے پہلے ہم قرآنی دلائل، پھر احادیث صحیحہ، پھر آثارِ صحابہ، پھر علمائے سلف صالحین کے اقوال اور آخر میں چند عقلی دلائل پیش کریں گے:

قرآن میں چہرے کے پردے کے اثبات و وجوب کے درج ذیل دلائل ہیں:

دلیل اول:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّزَوْجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ﴾ (الاحزاب: ۵۹)

”اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیں اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو اور اہل ایمان کی عورتوں کو کہ وہ اپنے جلباب (چادروں) کا بعض حصہ اپنے (چہروں کے) اوپر نکال لیا کریں۔ ان کا یہ عمل اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔“

مسلمان عورتوں اور ازواجِ مطہرات کے حجاب کا فرق؟

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جس حجاب کا حکم ازواجِ مطہرات کو دیا جا رہا ہے اسی حجاب کا حکم عام مسلمان عورتوں کو دیا جا رہا ہے اور ہم یہ بات پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ”تمام علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ازواجِ مطہرات کے حجاب میں چہرے کا پردہ واجب تھا۔“

”جلباب مع الادناء“ کا مفہوم

”جلباب مع الادناء“ سے مراد تمام بدن کے ساتھ ساتھ چہرے کو بھی ڈھانپنا ہے جبکہ ہمارے محترم پروفیسر صاحبِ جلباب کے بارے میں لمبی چوڑی لغوی بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ”چہرے کو ڈھانپنا جلباب کے مقصد میں قطعی شامل نہیں ہے۔“ (۹) ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ ”اگر ادناء سے مراد چہرہ چھپانا لیا جائے تو پھر سورۃ نور کے احکام

مجازاً اللہ بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔“ (۱۰)

پروفیسر صاحب سے ہم یہی گزارش کریں گے کہ وہ معاجم لغویہ کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کا بھی مطالعہ فرمائیں تاکہ جلباب کے لغوی معنی کے بالمقابل اس کے شرعی معنوں سے بھی ان کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ جلباب کے شرعی معنوں میں بدن کے علاوہ چہرے کو ڈھانپنا بھی شامل ہے اور جلباب انہی معنوں میں عہد نبوی ﷺ میں معروف تھا۔ اس کی دلیل بخاری کی درج ذیل روایت ہے جس میں واقعہ الفک کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صفوان بن معطلؓ کے بارے میں فرماتی ہیں:

فَعَرَفْنِي حِينَ رَأَىٰ وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقِظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفْنِي، فَخَمَرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، وَفِي رِوَايَةٍ "فَسْتَرْتُ وَجْهِي عَنْهُ بِجِلْبَابِي" (۱۱)

”تو انہوں نے مجھے پہچان لیا جب مجھے دیکھا اور وہ مجھے حجاب کے حکم کے نزول سے پہلے دیکھ چکے تھے۔ پس میں ان کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہنے کی وجہ سے بیدار ہو گئی تو میں نے اپنا چہرہ اپنے جلباب (چادر) سے ڈھانپ لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ”میں نے اس سے اپنا چہرہ اپنے جلباب (چادر) سے چھپا لیا۔“

بخاری کی اس نص کے بعد لغت کی کتابوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ جلباب چہرے کو ڈھانپنے کے لیے استعمال نہیں ہوتا تھا، ایک لا حاصل اور لایعنی تحقیق ہے۔ کیونکہ اصول تفسیر کا پہلا اور بنیادی اصول یہ ہے کہ الفاظ قرآنیہ کے اصطلاحی اور شرعی معنوں کی تعیین کے لیے احادیث مبارکہ کو لغت، عقل اور ادب جاہلی وغیرہ جیسے دوسرے اصول تفسیر پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہے۔ چنانچہ اس حدیث کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول جلباب عہد نبوی میں چہرے کو ڈھانپنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

حدیث کا یہ ٹکڑا ”وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ“ بہت اہم ہے۔ اس سے درج ذیل مسائل مستبط ہوتے ہیں۔

(۱) حدیث کے اس ٹکڑے سے اس بات کی وضاحت ہو رہی ہے کہ حضرت عائشہؓ کا کہنا یہ تھا کہ حضرت صفوان بن معطلؓ نے مجھے حجاب کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ حجاب کا حکم کہاں ہے جس کی طرف حضرت عائشہؓ نے اشارہ کیا ہے؟ وہ حجاب کا حکم اسی آیت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ کا اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے اس آیت کی طرف

اشارہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس آیت میں چہرے کے پردے کا حکم بھی شامل ہے۔ کیونکہ جلاب لٹکانے کا حکم اس آیت میں بالکل واضح طور پر موجود ہے اور تقریباً تمام مفسرین نے چہرے کے پردے میں استدلال اسی آیت سے کیا ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان سے اس آیت میں چہرے کے پردے کا وجوب بھی ثابت ہو رہا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ وضاحت کہ ”وكان يراني قبل الحجاب“ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد چہرے کو کھلا رکھنا حضرت عائشہ کے نزدیک گناہ تھا اس لیے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے جب ان کو پہچان لیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی توجیہ بیان کی کہ انہوں نے مجھے اس آیت کے نزول سے پہلے دیکھا ہو تو کیا ضرورت تھی؟ علاوہ ازیں حدیث کے اس ٹکڑے سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ عمل اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ صحابیات مطہرات رضی اللہ عنہن اس آیت سے چہرے کے پردے کا وجوب مراد لیتی تھیں۔

(۳) اگر پروفیسر صاحب ”فسترت وجهی عنه بجلابی“ کی یہ تاویل کریں کہ یہ حدیث تو ازواج مطہرات کے لیے خاص ہے تو اس کے جواب میں ہم یہ عرض کریں گے کہ ”وكان يراني قبل الحجاب“ کا قرینہ اس کے عموم کو ثابت کر رہا ہے کیونکہ حضرت عائشہ نے اپنا چہرہ چھپانے کے لیے اپنے عمل کو دلیل نہیں بنایا بلکہ اپنا چہرہ چھپاتے وقت ایک دلیل کی طرف اشارہ کیا جس دلیل کی بنیاد پر وہ چہرہ چھپا رہی تھیں اور وہ دلیل حکم حجاب ہے جو کہ اس آیت مبارکہ میں دیا گیا ہے اور یہ آیت صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہے جیسا کہ اس کے الفاظ ”وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ“ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) چہرے کا پردہ تمام مومن عورتوں کے لیے لازم ہے۔ یہ حکم صرف ازواج مطہرات کے لیے خاص نہیں ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے ہم دلیل کے طور پر مزید دو احادیث کا تذکرہ کیے دیتے ہیں تاکہ پروفیسر صاحب کے لیے ”وَلِيُطْمَئِنَّ قُلُوبُ“ کی کیفیت پیدا ہو

كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله ﷺ محرمات، فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من رأسها على وجهها، فاذا جاوزونا كشفناه^(۱۲) ” ہمارے پاس سے قافلے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتیں، پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم میں سے کوئی ایک اپنی چادر اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی، پس جب وہ ہمارے پاس سے گزر جاتے تو ہم اس کو کھول دیتیں۔“

اسی طرح حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اور یہ روایت حجاب کے حکم کے عموم کے بارے میں نص قطعی ہے:

كنا نغطي وجوهنا من الرجال، وكنا نتمشط قبل ذلك في الاحرام^(۱۳) ”ہم اپنے چہروں کو مردوں سے ڈھانپتی تھیں اور اس سے پہلے ہم حالت احرام میں تمشٹ بھی کر لیا کرتی تھیں۔“

امام حاکم نے اس حدیث کو شیخین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت اختیار کی ہے۔

”يُدْنِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيهِنَّ“ اور مفسرین کی آراء

ذیل میں ہم ان متقدمین اور متاخرین مفسرین کی آراء بیان کریں گے جنہوں نے اس آیہ مبارکہ ”يُدْنِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيهِنَّ“ سے استدلال کرتے ہوئے چہرے کے پردے کو واجب یا مستحب قرار دیا ہے۔ ہمیں اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ ان مفسرین کے دلائل کیا ہیں، انہوں نے صحیح احادیث سے استفادہ کیا ہے یا ضعیف سے، ہمارا مقصود اس بحث سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ درج ذیل مفسرین نے ”جلباب مع اللاداء“ سے چہرے کا پردہ مراد لیا ہے، تاکہ پرودیسر صاحب کے اس قول مبارک ”یہی وجہ ہے کہ فقہ کے کسی امام نے وجوب ستر کے دلائل میں اس آیت سے استنباط نہیں کیا“^(۱۴) کی قلعی کھل سکے۔ ہم ان سے یہی عرض کریں گے کہ ان مفسرین کی فقہیت کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے۔ اور یہ بات بھی بالکل واضح رہنی چاہیے کہ اس آیت سے چہرے کے پردے پر استدلال کرنے میں ہمارے نزدیک اصل دلائل وہی ہیں جو ہم نے اوپر بیان کر دیے ہیں، لیکن اطمینان قلب کے لیے ہم بعض حلال ائمہ مفسرین کی آیت پر بھی نقل کیے دیتے ہیں:

① تفسیر طبری، امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، التوفی ۳۱۰ھ۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَّا زُورَاجُكَ وَبَنَاتُكَ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اس آیت کی تشریح میں علامہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں:

لا تتشبهن بالاماء في لباسهن اذا هن خرجن من بيوتهن لحاجتهن

فكشفن شعورهن ووجوههن ولكن ليدنين عليهن من جلابيهن لئلا

يعرض لهن فاسق اذا علم انهن حوائر باذی من قول (۱۵)

”جب وہ مسلمان عورتیں اپنی ضرورت کے تحت گھروں سے نکلیں تو لونڈیوں

کے ساتھ لباس میں مشابہت اختیار کرتے ہوئے اپنے بالوں اور چہروں کو کھلا

نہ رکھیں، بلکہ اپنے اوپر اپنی چادروں کو لٹکا لیا کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ

آداب عورتیں ہیں اور منافقین کی اذیت دہ باتوں سے بچ سکیں۔“

② معالی القرآن، ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفراء، التوفی ۲۰۷ھ

امام فراء اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والجلباب الرداء حدثنا ابو العباس قال حدثنا محمد قال حدثنا الفراء

قال حدثني يحيى بن المهلب ابو كدينة عن ابن عون عن ابن سيرين

في قوله ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيهِنَّ﴾ هكذا: قال تغطي احدی

عينها وجهتها والشق الآخر الا العين (۱۶)

”جلباب سے مراد چادر ہے۔ ہم سے ابو العباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا

ہم سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام فراء نے بیان کیا، انہوں

نے کہا مجھ سے یحییٰ بن مہلب نے بیان کیا، وہ ابن عون سے اور وہ ابن سیرین

سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قول ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيهِنَّ﴾

کے بارے میں کہ انہوں نے (ابن سیرین نے) کہا کہ وہ (عورت) اپنی

ایک آنکھ اور اپنی پیشانی کو ڈھانپے گی اور دوسری طرف کو بھی ڈھانپے گی

سوائے ایک آنکھ کے۔“

③ احکام القرآن، ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص، التوفی ۳۷۰ھ

قال ابو بكر في هذه الآية دلالة على ان المرأة الشابة مأمورة بستر

وجہا عن الاجنبيين وفيها دلالة على ان الامة ليس عليها بستر
وجہا وشعرها لان قوله تعالى ﴿وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ظاہرہ انہ اراد
الحرائر (۱۷)

”ابوبکر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی
ہے کہ نوجوان عورت کو اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپانے کا حکم دیا گیا
ہے..... اور اس آیت میں اس بات کی طرف بھی رہنمائی موجود ہے کہ لوٹڈی پر
اپنے چہرے اور بالوں کو چھپانا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول
﴿وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ سے ظاہری طور پر یہ واضح ہو رہا ہے کہ یہاں مراد آزاد
مسلمان عورتیں ہیں۔“

④ تفسیر بغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی، التوفی ۵۱۶ھ

ابن ابی بنی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيهِنَّ﴾ جمع الجلاب وهو الملاءة التي
تشتمل به المرأة فوق الدرع والخمار وقال ابن عباس وابو عبدة امر
نساء المؤمنين ان يغطين رؤوسهن ووجوههن بالجلابيب الا عينا
واحدة ليعلم انهن حرائر (۱۸)

”جلابیب‘ جلاب کی جمع ہے اور یہ وہ چادر ہے جسے عورت اپنی قمیص اور دوپٹے
کے اوپر اوڑھتی ہے اور ابن عباس اور ابو عبیدہ نے کہا کہ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ
وہ اپنے سر اور چہروں کو اپنے جلاب (چادر) سے ڈھانپیں اور ایک آنکھ کھلی
رکھیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد ہیں۔“

⑤ الکشاف، ابوالقاسم جار اللہ محمد بن عمر الزحری الخوارزمی، التوفی ۵۳۸ھ

علامہ زحری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ومعنى ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيهِنَّ﴾ يرخينها عليهن ويغطين بها
وجوههن واعطافهن يقال اذال الثوب عن وجه المرأة ادنى ثوبك
على وجهك (۱۹)

”اور ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ ان جلابیب کو اپنے

اور لڑکائیں اور ان کے ذریعہ اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں، کیونکہ جب عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے کے قریب کر۔

⑥ زاد المسیر، امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی البغدادی، المتوفی ۵۹۷ھ۔

علامہ ابن جوزی اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قوله تعالى ﴿يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَاسِهِنَّ﴾ قال ابن قتية: يلبسن الاردية۔

وقال غيره: يغطين رؤوسهن ووجوههن ليعلم انهن حرائر (۲۰)

”ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چادریں اوڑھ لیں، جبکہ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپ لیں تاکہ معلوم ہو کہ وہ عورتیں ہیں۔“

⑦ التفسیر الکبیر، امام فخر الدین رازی، المتوفی ۶۰۶ھ

اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ويمكن ان يقال المراد يعرفن انهن لا يزينن لان من تستر وجهها مع

انه ليس بعورة لا يطمع فيها انها تكشف عورتها فيعرفن انهن

مستورات لا يمكن طلب الزنا منهن (۲۱)

”اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات کہی جائے کہ ان کے بارے میں یہ معلوم ہو

جائے گا کہ وہ زانی عورتیں نہیں ہیں، کیونکہ جس نے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا

اس کے باوجود کہ وہ ستر میں داخل نہیں ہے، اس سے یہ امید کبھی نہ کی جائے گی

کہ وہ اپنے ستر کو کسی کے سامنے کھول دے گی، پس ان کو پہچان لیا جائے گا کہ وہ

پردہ والی عورتیں ہیں اور ان سے زنا کا مطالبہ بھی ممکن نہ ہوگا۔“

⑧ تفسیر بیضاوی، قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی الشافعی المتوفی ۶۹۲ھ

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّزَوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ الْمُؤْمِنَاتِ يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ

جَلَاسِهِنَّ﴾

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یغظین وجوهن وابدانہن بملاحفہن اذا برزن لحاجة ومن للتبعیض
فان المرأة ترخی بعض جلبابها وتتلفع ببعض (۲۲)

”وہ اپنے چہروں اور بدنوں کو اپنی چادروں سے ڈھانپ لیں جبکہ وہ کسی حاجت کے لیے باہر نکلیں اور ”من“ یہاں پر تبعیض کے لیے ہے، یعنی عورت اپنی چادر کے بعض حصے کو لٹکا لے اور بعض کو لپیٹ لے۔“

⑨ تفسیر نفسی، امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن احمد بن محمود النسخی الحنفی، المتوفی ۷۰۱ھ۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومعنی ﴿يُذْنِبْنَ عَلَيْنَهُنَّ مِنْ جَلَابِيهِنَّ﴾ یرخینہا علیہن ویغظین بہا وجوهن واعطافہن یقال اذا زال الثوب عن وجه المرأة ادن ثوبك

علی جہانک (۲۳) ﴿يُذْنِبْنَ عَلَيْنَهُنَّ مِنْ جَلَابِيهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ جلابیب (چادروں) کو اپنے اوپر لٹکائیں اور اُن سے اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں۔ اگر عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے کے قریب کرو۔“

⑩ تفسیر خازن، امام علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی الشافعی، المتوفی ۷۲۵ھ۔ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿يُذْنِبْنَ﴾ ای یرخین ویغظین ... قال ابن عباس امر نساء المومنین ان یغظین رؤوسهن ووجوهن بالجلابیب الا عینا واحدة لیعلم انهن حوائر (۲۴)

”﴿يُذْنِبْنَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ لٹکائیں یا ڈھانپیں... (آگے چل کر اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں) ابن عباسؓ نے کہا کہ اہل ایمان کی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے سروں اور چہروں کو اپنی چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔“

⑪ البحر المحیط، امام محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی، متوفی ۵۳۷ھ

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وعلیہن شامل لجميع اجسادهن او علیہن علی وجوہن لان الذی
كان يبدو منهن فی الجاهلیة هو الوجه (۲۵)

”اور ﴿عَلِيَّهِنَّ﴾ ان عورتوں کے سارے جسم کو شامل ہے یا ”علیہن“ سے
مراد صرف چہرہ ہے، کیونکہ جاہلیت میں عورتیں جس چیز کو ظاہر کرتی تھیں وہ چہرہ
ہی تھا۔“

⑫ تفسیر قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، المتوفی ۶۷۱ھ۔ اس آیت
مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لما كانت عادة العربيات التبذل وكن يكشفن وجوههن كما يفعل
الاماء وكان ذلك داعية الى نظر الرجال اليهن، وتشعب الفكرة فيهن،
امر الله رسوله ﷺ ان يامرهن بارخاء الجلايب عليهن اذا اردن
الخروج الى حوائجهن (۲۶)

”چونکہ عرب خواتین میں (دور جاہلیت کا) کچھ چھچھورا پن باقی تھا اور وہ
لوٹدیوں کی طرح اپنے چہروں کو کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی
طرف دیکھنے اور ان کے حوالے سے منتشر خیالی کا باعث بن رہا تھا تو اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ان کو اپنے اوپر چادروں کو لٹکانے کا حکم دیں
جب بھی وہ اپنی ضرورت کے تحت باہر نکلنے کا ارادہ کریں۔“

⑬ تفسیر ابن کثیر، حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر، متوفی ۷۴۷ھ۔ اس آیت
مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقال محمد بن سيرين سالت عبيدة السلماني عن قول الله عز وجل
﴿يَذْنِبْنَ عَلَيْنَهُنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ ففطى وجهه وراسه وابرز عينه
اليسرى (۲۷)

”محمد بن سيرين کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اللہ تعالیٰ کے قول
﴿يَذْنِبْنَ عَلَيْنَهُنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے (اس
آیت کی عملی تفسیر بتاتے ہوئے) اپنا چہرہ اور سر ڈھانپ لیا اور اپنی بائیں آنکھ کو
ظاہر کیا۔“

۱۳) تفسیر جلالین؛ امام جلال الدین محمد بن احمد الحلی و امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی۔ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای یروخین بعضها علی الوجوه اذا خرجن لحاجتهن الا عینا واحدة (۲۸)
”یعنی وہ ان چادروں کا بعض حصہ اپنے چہروں پر ڈال لیں جب وہ کسی حاجت کے لیے نکلیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔“

۱۵) اللباب فی علوم القرآن؛ ابو حفص عمر بن علی بن عادل الدمشقی الحنبلی، متوفی ۸۶۰ھ۔ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال ابن عباس وابوعبیده من نساء المومنین ان یغطين رؤوسهن ووجوههن بالجلالین الا عینا واحدة لیعلم انهن حرائر (۲۹)

”ابن عباس اور ابوعبیدہ نے نساء المؤمنین“ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اپنے سر اور چہرے چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔“

۱۶) نظم الدرر؛ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقائی، متوفی ۸۸۵ھ۔ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿يَذْنِبْنَ﴾ ای یقربن ﴿عَلَيْهِنَّ﴾ ای علی وجوههن وجميع ابدانهن فلا يدعن شیتا منها مکشوفاً (۳۰)

﴿يَذْنِبْنَ﴾ یعنی وہ قریب کریں ﴿عَلَيْهِنَّ﴾ یعنی اپنے چہروں اور اپنے تمام جسم پر اور کسی چیز کو بھی کھلا نہ چھوڑیں۔“

۱۷) تفسیر ابن عطیہ؛ ابو محمد عبدالحق ابن عطیہ الاندلسی۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لما كانت عادة العربيات التبذل فی معنى ”الحجبة“ وكن یكشفن وجوههن كما تفعل الاماء وكان ذلك داعیا الى نظر الرجال الیهن وتشعب الفكرة فیهن امر الله ورسوله ﷺ یامرهن بادناء الجلابیب لیقع تسترهن ویبین الفرق بین الاماء والحرائر، فتعرف الحرائر

”چونکہ عرب خواتین کی (دور جاہلیت کی) عادات میں سے چھپھورا پن ابھی باقی تھا اور اسی کو وہ پردہ خیال کرتی تھیں اور وہ اپنے چہروں کو لونڈیوں کی طرح کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی طرف دیکھنے اور منتشر خیالی کا باعث بن رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ ان کو چادروں کے لٹکانے کا حکم دیں تاکہ وہ مستور ہوں اور آزاد عورتوں اور لونڈیوں کے درمیان فرق واضح ہو جائے اور ان کے مستور ہونے کے سبب ان کو آزاد عورتیں خیال کیا جائے۔“

①۸ تفسیر ابن عاشور، الشیخ محمد طاہر ابن عاشور۔ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

وكان عمر بن الخطاب مدة خلافته يمنع الاماء من التفعع كي لا يلتبس

بالحرور (تفسیر ابن عاشور، الشیخ محمد طاہر ابن عاشور، ج ۱، ص ۱۰۰) بعدہ (۳۲)

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں لونڈیوں کو نقاب پہننے سے منع کرتے تھے تاکہ آزاد عورتوں سے ان کی مشابہت نہ ہو اور جو بھی ان میں سے نقاب اوڑھتی اس کو کوڑے سے مارتے تھے پھر ان کے بعد یہ عمل ختم ہو گیا۔“

①۹ فتح القدیر، محمد بن علی بن محمد الشوکانی اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال الواحدی: قال المفسرون يغطين وجوههن و رؤوسهن الا عينا واحدة فيعلم انهن حرائر فلا يعرض لهن باذى (۳۳)

”واحدی نے کہا ہے کہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ اپنے چہرے اور اپنے سر ڈھانپ لیں سوائے ایک آنکھ کے تاکہ یہ جان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔“

②۰ روح المعانی، ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ۔ اس آیہ مبارکہ میں ”عَلَيْهِنَّ“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والظاهر ان المراد ”بعليهن“ على جميع اجسادهن وقيل: على رؤوسهن او على وجوههن لان الذى كان يبدومنهن فى الجاهلية هو الوجه واختلف فى كيفية هذا التستر (۳۴)

”الظاهر ان المراد ”بعليهن“ على جميع اجسادهن وقيل: على رؤوسهن او على وجوههن لان الذى كان يبدومنهن فى الجاهلية هو الوجه واختلف فى كيفية هذا التستر“

سروں یا چہروں پر ڈال لو کیونکہ دورِ جاہلیت میں عورتیں جس چیز کو ظاہر کرتی تھیں وہ ان کا چہرہ تھا لیکن چہرہ ڈھانپنے کی اس کیفیت میں مفسرین کا اختلاف ہے۔

② فتح البیان، صدیق بن حسن بن علی بن الحسین القنوجی البخاری، المتوفی ۱۳۰۷ھ۔ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال الواحدی: قال المفسرون یغطین وجوههن ورؤوسهن الا عینا واحدة فیعلم انهن حرائر فلا یعرضن لهن باذی وبه قاله ابن عباس (۳۵)

”واحدی نے کہا ہے کہ مفسرین نے کہا کہ وہ عورتیں اپنے چہرے اور سر ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے اور یہی ابن عباس کا بھی قول ہے۔“

③ تفسیر نووی، محمد بن عمر الجاوی، متوفی ۱۸۹۸م ”ادناء“ کی تفسیر کرتے ہوئے

لکھتے ہیں:

(أَذْنِي) ای احق بان یعرفن انهن حرائر وانهن مستورات لا یمکن طلب الزنا منهن لان من ستر وجهها لا یطمع فیها ان تکشف عورتها (۳۶)

”اذنی“ سے مراد یہ ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اس حال میں کہ انہوں نے اپنے آپ کو چھپایا ہو۔ ایسی صورت میں ان سے زنا کا مطالبہ بھی ممکن نہیں ہے، کیونکہ جو عورت اپنے چہرے کو ڈھانپ لے اس کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنا ستر کھولے گی۔“

④ تفسیر مراغی، علامہ احمد بن مصطفیٰ مراغی۔ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(يَذْنِينَ) ای یروخین ویسدلن ویقال للمرأة اذا زل الثوب عن وجهها

اذنی ثوبك علی وجهك۔ ای اقرب (۳۷)

”یذنین“ سے مراد یہ ہے کہ وہ (اپنی چادریں) لٹکا لیں۔ عورت کا کپڑا جب اس کے چہرے سے ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے

(۲۳) تفسیر سعدی، عبدالرحمن بن ناصر السعدی، متوفی ۱۳۷۶ھ۔ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای یغطین بها وجوههن وصدورهن (۲۸)

یعنی اپنے چہرے اور سینے ان (جلایب) کے ساتھ ڈھانپ لیں۔

(۲۵) اضواء البیان، محمد الامین بن محمد المختار الشنقلی، متوفی ۱۳۹۳ھ۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ومن ادلة القرآنية على احتجاب المرأة وسترها جميع بدنها حتى وجهها قوله تعالى ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ فقد قال غير واحد من اهل العلم ان معنى بدنن عليهن من جلابيبهن انهن يسترن جميع بدنهن ووجوههن (۲۹)

”عورت کے حجاب اور پورے بدن حتیٰ کہ چہرے کو بھی ڈھانپنے کے قرآنی دلائل میں ایک دلیل یہ آیت مبارکہ ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ بھی ہے اور بہت سارے اہل علم نے کہا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں اپنے سارے بدن اور چہرے کو ڈھانپیں گی۔“

(۲۶) تفسیر ثنائی، ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ الْمُؤْمِنَاتِ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ﴾ ای علی وجوہهن (۴۰)

”اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکا لیا کریں“، یعنی اپنے چہروں پر۔

(۲۷) تفسیر مظہری۔ قاضی ثناء اللہ مظہری النقشبندی، المتوفی ۱۲۲۵ھ۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال ابن عباس وابوعبيدة امرنساء المومنين ان يغطين رؤسهن ووجوههن بالجلابيب الا عينا واحدا ليعلم انهن الحرائر ”ومن“ للتعريض لان المرأة ترخي بعض جلبابها (۴۱)

”ابن عباس اور ابو عبیدہ امرنساء المومنین ان یغطین رؤسهن ووجوههن بالجلابيب الا عينا واحدا ليعلم انهن الحرائر ”ومن“ للتعريض لان المرأة ترخي بعض جلبابها (۴۱)

کہ وہ اپنے سر اور چہرے اپنی چادروں سے ڈھانپیں سوائے ایک آنکھ کے تاکہ یہ جان لیا جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں۔ اور ”مِنْ“ تبعیض کے لیے ہے کیونکہ عورت اپنی چادر کا بعض حصہ (اپنے چہرے پر) لٹکاتی ہے۔ یہ تو علمائے متقدمین کی تفاسیر تھیں۔ اب ہم عصر حاضر کے مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے علماء کی اردو تفاسیر کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

⑧ معارف القرآن، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَّا زَوَاجَكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيزِهِنَّ﴾

اس آیت کے بارے میں سیر حاصل تفسیر بیان کرنے کے بعد خلاصہ کلام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کو جب کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے نکلنا پڑے تو وہ بھی چادر سے تمام بدن چھپا کر نکلیں اور اس چادر کو سر کے اوپر سے لٹکا کر چہرہ بھی چھپا کر چلیں۔ مروجہ برقع بھی اس کے قائم مقام ہے۔“ (۴۲)

⑨ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَّا زَوَاجَكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيزِهِنَّ﴾

”اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلوں کا لٹکا لیا کریں۔“

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا مودودی بیان فرماتے ہیں:

”موجودہ زمانے کے بعض مترجمین اور مفسرین مغربی مذاق سے مغلوب ہو کر اس لفظ کا ترجمہ صرف ”لیٹ لینا“ کرتے ہیں تاکہ کسی طرح چہرہ چھپانے کے حکم سے بچ نکلا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کا مقصود اگر وہی ہوتا جو یہ حضرات بیان کرنا چاہتے ہیں تو وہ ”يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ“ فرماتا۔ جو شخص بھی عربی زبان جانتا ہو وہ کبھی یہ نہیں مان سکتا کہ ”يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ“ کے معنی محض لیٹ لینے کے ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں ”مِنْ جَلَابِيزِهِنَّ“ کے الفاظ یہ معنی لینے میں اور زیادہ مانع ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں ”مِنْ“ بمعنی بعض کے لیے ہے، یعنی چادر کا ایک حصہ۔ اور

یہ بھی ظاہر ہے کہ لیٹی جائے گی تو پوری چادر لیٹی جائے گی نہ کہ اس کا محض ایک حصہ۔ اس لیے آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر ان کا ایک پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں جسے عرف عام میں گھونگھٹ ڈالنا کہتے ہیں۔“ (۴۳)

﴿ترجمان القرآن، مولانا ابوالکلام آزاد۔﴾

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّزَوَّاجِكَ وَبَنَاتِكَ الْمُؤْمِنَاتِ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾

”اے نبی! آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادریں اوڑھ کر ان کا کچھ حصہ نیچے لٹکا لیا کریں۔“

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

آیت ۵۹ میں حجاب یعنی پردہ کے احکام بیان فرمائے ہیں جو تمام مسلمان عورتوں کے لیے یکساں طور پر واجب ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر ڈال کر اپنا منہ چھپا لیا کریں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں۔ جمہور صحابہ و تابعین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔“ (۴۴)

﴿تذکر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی۔﴾

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّزَوَّاجِكَ وَبَنَاتِكَ الْمُؤْمِنَاتِ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾

”اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔“

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا اصلاحی صاحب فرماتے ہیں:

”قرآن نے اس ”جلباب“ سے متعلق یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمان خواتین گھروں سے باہر نکلیں تو اس کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تاکہ چہرہ بھی فی الجملہ ڈھک جائے اور انہیں چلنے پھرنے میں زحمت پیش نہ آئے۔ یہی ”جلباب“ ہے جو ہمارے دیہاتوں کی شریف بڑی بوڑھیوں میں اب بھی رائج

ہے اور اسی نے فیشن کی ترقی سے اب برقع کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس برقعہ کو اس زمانے کے دلدادگان تہذیب اگر تہذیب کے خلاف قرار دیتے ہیں تو دیں لیکن قرآن مجید میں اس کا حکم نہایت واضح الفاظ میں موجود ہے جس کا انکار صرف وہی بر خود غلط لوگ کر سکتے ہیں جو خدا اور رسولؐ سے زیادہ مہذب ہونے کے مدعی ہیں۔“ (۴۵)

۳۲ ضیاء القرآن پیر کرم شاہ الازہری۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾

”اے نبی مکرم! آپ فرمائیے اپنی ازواج مطہرات کو، اپنی صاحبزادیوں کو اور جملہ اہل ایمان کی عورتوں کو کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو“۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مولانا فرماتے ہیں:

”اے نبی مکرم! آپ اپنی ازواج مطہرات، اپنی دختران پاک نہاد اور ساری مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دیں کہ جب وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو ایک بڑی چادر سے اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ لیا کریں۔ پھر اس کا ایک پلو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں تاکہ دیکھنے والوں کو پتا چل جائے کہ یہ مسلمان خاتون ہے۔ اس طرح کسی بد باطن کو تمہیں ستانے کی جرأت نہ ہوگی۔“ (۳۶)

۳۳ تفسیر احسن البیان، مولانا صلاح الدین یوسف۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”جلابیب، جلباب کی جمع ہے جو ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا بدن ڈھک جائے۔ اپنے اوپر چادر لٹکانے سے مراد اپنے چہرے پر اس طرح گھونگھٹ نکالنا ہے کہ جس سے چہرے کا بیشتر حصہ بھی چھپ جائے اور نظریں جھکا کر چلنے سے اسے راستہ بھی نظر آنا چاہیے۔“ (۴۷)

۳۴ ضیاء القرآن پیر کرم شاہ الازہری۔

© rasailojarai

(۱۱) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب «لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ»

(۱۲) ابو داؤد، کتاب المناسک، باب فی المحرمة تغطی و جهها۔ مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث السیدۃ عائشہ۔

(۱۳) المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، جلد ۱، ص ۴۵۴

(۱۴) ماہنامہ اشراق، ص ۴۴

(۱۵) جامع البیان فی تاویل القرآن، ابن جریر طبری، ج ۹، ص ۳۰۶، دارالمکتب العلمیۃ بیروت

(۱۶) معانی القرآن، ابوزکریا یحییٰ بن زبید القراء، ج ۲، ص ۳۴۹، مطبعۃ دارالسور

(۱۷) احکام القرآن، ابوبکر الحصاص، ج ثالث، ص ۳۷۵، مطبعۃ دارالکتب العربیۃ بیروت

(۱۸) معالم التنزیل، امام بغوی، ج ۵، ص ۱۶۰، دارالکتب العلمیۃ بیروت

(۱۹) الکشاف، علامۃ زمخشری، ج ثالث، ص ۲۷۴، مطبعۃ انتشارات آفتاب، تہران

(۲۰) زاد المسیر فی علم التفسیر، علامہ ابن جوزی، ج ۶، ص ۴۲۲، مطبعۃ المکتب الاسلامی دوحہ قطر

(۲۱) التفسیر الکبیر، امام راوی، ج ۲۵، ص ۲۳۰، دارالکتب العلمیۃ، تہران

(۲۲) انوار التنزیل واسرار التاویل، امام بیضاوی، ج ۵، ص ۱۳۸، مطبعۃ العامرہ۔

(۲۳) مدارک التنزیل، امام نسفی، ج ۵، ص ۱۳۸، مطبعۃ العامرہ

(۲۴) لباب التاویل فی معانی التنزیل، امام خازن، ج ۵، ص ۱۳۸، مطبعۃ العامرہ

(۲۵) البحر المحیط، علامۃ ابن حیان الاندلسی، ج ۷، ص ۲۵۰، مطابع الضر الحدیثیۃ الریاض

(۲۶) الجامع لاحکام القرآن، امام قرطبی، ج ۷، ص ۲۴۳، داراحیاء التراث العربی بیروت

(۲۷) تفسیر القرآن العظیم، علامہ ابن کثیر، ج ۳، ص ۵۶۹، دارالسلام ریاض

(۲۸) تفسیر حلالین، امام محلی و سیوطی، ص ۵۶۳، دارالعربیۃ

(۲۹) اللباب، ابن عادل الحنبلی، ج ۵، ص ۵۸۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت

(۳۰) نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، برہان الدین البقاعی، ج ۵، ص ۴۱۲، مکتبہ ابن تیمیہ بیروت

(۳۱) المحرر الوجیز فی تفسیر الكتاب العزیز، ابن عطیہ الاندلسی، ج ۱۲، ص ۱۱۶

(۳۲) تفسیر التحریر والتنویر، ابن عاشور، ج ۲۲، ص ۱۰۷

(۳۳) فتح القدیر، امام شوکانی، ج ۴، ص ۳۰۴، دارالفکر بیروت

(۳۴) روح المعانی، علامہ آلوسی، جلد ۲۲، ص ۸۹

(۳۵) فتح البیان فی مقاصد القرآن، علامہ قنوجی، ج ۱۱، ص ۱۴۳، ادارہ احیاء التراث

الاسلامی بیروت

- (۳۶) التفسیر المنیر لمعالم التنزیل، محمد بن عمر الجاری النوی، ج ۲، ص ۱۸۹، دارالفکر، بیروت
- (۳۷) تفسیر المراقی، احمد مصطفیٰ المراقی، ج ۲۲، ص ۳۶، ادارہ احیاء التراث العربی، بیروت
- (۳۸) تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان، الشیخ علامہ عبدالرحمن ناصر السعدی، ص ۶۱۸، مؤسسة الرسالة بیروت
- (۳۹) اضواء البیان، علامہ شفقیلی، ج ۶، ص ۵۸۶
- (۴۰) تفسیر القرآن بکلام الرحمن، ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، دارالسلام ریاض
- (۴۱) تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، جلد ۷، ص ۳۸۴
- (۴۲) معارف القرآن، مفتی محمد شفیع صاحب، ج ۷، ص ۲۳۵، ادارۃ المعارف کراچی
- (۴۳) تفہیم القرآن، مولانا مودودی، ج ۴، ص ۱۲۹، ادارہ ترجمان القرآن لاہور
- (۴۴) ترجمان القرآن، مولانا ابوالکلام آزاد، ج ۳، ص ۲۱۵، اسلامی اکادمی لاہور
- (۴۵) تدبر قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، ج ۶، ص ۲۶۹، فاران فاؤنڈیشن، لاہور
- (۴۶) ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ صاحب، ج ۴، ص ۹۵، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور
- (۴۷) احسن البیان، مولانا صلاح الدین یوسف، ص ۵۵۸، مکتبہ دارالسلام، لاہور
- (۴۸) عارف القرآن، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، ج ۵، ص ۵۴۵، مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور
- (۴۹) تفسیر عثمانی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، ص ۵۶۸، مجمع الملک فہد سعودیہ



دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی دستاویز

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبول عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 30 روپے اشاعت عام: 15 روپے